قَالَ رَسُولُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

قزع کا حکم شرعی نقطۂ نظر سے

از قلم

ہدایت اللہ الفارس

قزع کا حکم شرعی نقطۂ نظر سے

فقہیات

ہدایت اللہ عبد الخالق فارس متعلم جامعہ سلفیہ بنارس

دین اسلام ایک فطری دین ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے تخلیقی امور میں انسانی مداخلت کی کوئی گنجائش نہیں، اس نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کرکے اسے زینت بخشی، اس کی حفاظت انسان کا دینی فریضہ ہے، لیکن افسوس آج کل ہمارا معاشرہ خصوصا نوجوان طبقہ اس فریضہ سے غافل ہوکر اور کفار کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے تخلیقی امور میں مداخلت کی کوشش کررہا ہے، ان میں سے ایک فیشن ''قزع'' ہے، اور اس قبیح عمل کو انجام دینے میں نوجوانانِ اسلام بھی پیش پیش ہیں۔

قزع کی تعریف

لغت میں قزع کہتے ہیں ''قطعة السحاب المتفرقة'' یعنی بکھرے ہوئے بادل کے ٹکڑے اس کا واحد ''قزعة'' ہے۔

اس کا شرعی معنی ہے: القزع أن يحلق رأس الصبي ويترك في مواضع منه الشعر متفرقا۔

یعنی قزع یہ ہے کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ مونڈ دیا جائے، اور سر کے مختلف جگہوں میں کچھ حصہ باقی چھوڑ دیا جائے۔ [لسان العرب: ۸/ ۲۷۱ ومختار الصحاح:ص:۲۶۴ ''بالتاء في الحلق'']

اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لفظ ''قزع'' کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"القزع بفتح القاف والزاى ثم المهملة جمع قزعة. وهي القطعة من السحاب وسمي شعر الرأس إذا حلق بعضه وترك بعضه قزعا تشبيها بالسحاب المتفرق۔"

''قزع قاف اور زاء کے فتح کے ساتھ قزعة کی جمع ہے، قزع بادل کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ اور قزع سر کے ان بالوں کو کہا جاتا ہے جنھیں سر کا کچھ حصہ مونڈنے کے بعد باقی چھوڑ دیا جائے جیسے آسمان پر بادل کے ٹکرے ہوں۔''

[فتح الباری لابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ ۱۰/ ۴۳۶]

قزع کی صورتیں

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے قزع کی چار صورتیں بیان کی ہیں۔

۱-أن يحلق غير مرتب،فيحلق من الجانب الأيمن ومن الجانب الأيسر ومن الناصية ومن القفا (أى: يحلق أجزاء متفرقة من الرأس ويترك باقيه)

یعنی سر کے بال بغیر کسی ترتیب کے مونڈے جائیں۔ سر کے دائیں بائیں اور پیشانی اور گدی سے مونڈے جائیں، یعنی سر کی متفرق جگہوں سے بال مونڈے

جائیں اور باقی چھوڑ دیے جائیں۔

۲-أن يحلق وسطه،ويترك جانبيه۔

یعنی سر کا وسط مونڈ دیا جائے اور دونوں جانب چھوڑ دیے جائیں۔

۳-أن يحلق جوانبه ويترك وسطه.

یعنی سر کوتمام اطراف سے مونڈ دیا جائے اور وسط یعنی سر کے بیچ میں چھوڑ دیا جائے۔

۴-أن يحلق الناصية فقط ويترك الباقي .انتهى...

یعنی صرف پیشانی سے بال مونڈے جائیں اور باقی چھوڑ دیے جائیں

[الشرح الممتع لابن عثيمين رحمه الله :١ /١٢٧]

قزع کی ممانعت احادیث صحیحہ کی روشنی میں:

کتب حدیث میں قزع کی ممانعت کے سلسلے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں،ان میں سے چند حدیثوں کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱-عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن القزع،قيل لنافع ما القزع ؟ قال: أن يحلق بعض رأس الصبي ويترك بعضه.

(ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا ہے۔ نافع سے کہا گیا ''قزع'' کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بچے کے سر کے بعض حصے کو مونڈنا۔اور بعض کو چھوڑ دینا۔) [صحیح مسلم ح:۲۱۲۰]

۲-عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى صبيا قد حلق بعض شعره وترك بعضه فنهى عن ذلك و قال: احلقوا كله أو اتركوا كله.

(ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا اس کے کچھ بال حلق کردیے گئے تھے۔اور کچھ چھوڑ دیے گئے تھے۔تو آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور کہا پورا سر حلق کرلو یا پورا چھوڑ دو۔)

[مسند احمد ح:۵۵۸۳، صححہ الألباني رحمہ اللہ في سلسلة الأحاديث الصحيحة ح:۱۱۲۳]

۳-عن نافع مولى عبد الله أنه سمع ابن عمر رضي الله عنهما يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى عن القزع. قال عبيد الله قلت وما القزع؟ فأشار لنا عبيد الله قال إذا حلق الصبي وترك هاهنا شعره وهاهنا وهاهنا فأشار لنا عبيد الله إلى ناصيته وجانبي رأسه قيل لعبيد الله فالجارية والغلام؟ قال لا أدري هكذا قال الصبي قال عبيد الله وعاودته فقال أما القصة والقفا للغلام فلا بأس بهما ولكن القزع أن يترك بناصيته شعر وليس في رأسه غيره وكذلك شق رأسه هذا هذا.

(ترجمہ: حضرت نافع مولی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو

فرماتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قزع سے منع فرماتے ہوئے سنا۔ عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے (نافع سے) پوچھا قزع کیا ہے؟ عبیداللہ نے اشارہ کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ (نافع) نے کہا جب بچہ سر منڈوائے، اور ادھر ادھر بال چھوڑ دے، اور پھر عبید اللہ نے اپنی پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کیا،عبید اللہ سے پوچھا گیا کہ لڑکی اور لڑکے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا میں نہیں جانتا انھوں نے (نافع) نے اس طرح کہا: الصبي (بچہ)۔ عبیداللہ نے کہا کہ میں نے دوبارہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ لڑکے کی پیشانی اور گدی کے بال مونڈنے میں کوئی حرج نہیں،لیکن قزع یہ ہے کہ پیشانی پر بال چھوڑ دے اور سر پہ کچھ بال نہ ہوں! اسی طرح اپنے سر کے بال آدھے مونڈنا اور آدھے رکھنا جائز نہیں۔)

[صحیح البخاری کتاب اللباس باب القزع ح:۵۵۷۶]

امام نووی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

''قزع کا معنی مطلق (کسی کے بھی) سر کے کچھ حصے کو مونڈنا (اور کچھ حصے کو چھوڑ دینا) اور یہی معنی زیادہ صحیح ہے کیوں کہ حدیث میں بھی یہی معنی بیان کیا گیا ہے،اور یہ حدیث کے ظاہری مفہوم کے خلاف بھی نہیں ہے۔'' [شرح مسلم للنووي :۱۶۴/۶]

لہذا یہی معنی مراد لیا جانا زیادہ قرین قیاس ہے، جہاں تک بچہ کی تخصیص کا ذکر ہے تو یہ محض عام رواج اور عادات کی بنا پر ہے ورنہ قزع جس طرح بچوں کے حق میں ممنوع ہے اسی طرح بڑوں کے حق میں بھی ممنوع ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فقہی کتابوں میں یہ مسئلہ کسی قید و استثنا کے بغیر بیان کیا جاتا ہے، قزع میں کراہت اہل کفر کی مشابہت اور بدصورتی سے بچانے کے لیے ہے۔

حدیث میں قزع کا جو معنی و مطلب بیان کیا گیا ہے اور جس کو امام نووی رحمہ اللہ نے زیادہ صحیح کہا ہے اس میں ''چوٹی'' (جیسا کہ غیر مسلم اپنے سر کے پیچھے جانب چھوڑتے ہیں) بھی شامل ہے۔

اس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ خواہ بچے ہوں یا بڑے دونوں کے لیے قزع ممنوع ہے۔

جہاں تک تقصیر (یعنی بال کو بالکل چھوٹا کرلینے) کی بات ہے کہ آیا یہ قزع میں داخل ہے یا نہیں کیوں کہ حدیث میں قزع کے لیے''حلق'' کا لفظ آیا ہے۔ تو اس تعلق سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو حلق کا لفظ آیا ہے یہ عمومی حالات کا خیال کرتے ہوئے بولا گیا ہے ورنہ اس سے مراد حلق اور تقصیر دونوں ہی ہیں۔

لہذا تقصیر اس انداز میں کروائی جائے کہ سر کے مختلف حصوں کے بالوں میں واضح فرق نظر آئے تو یہ قزع میں شمار کیا جائے گا،یعنی اگر تقصیر کی صورت ان چار صورتوں میں سے (جنھیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے) کسی ایک صورت کے بھی مشابہ ہو تو وہ قزع میں شمار ہوگا (البتہ اگر علاج وغیرہ کے لیے ایسا کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے)

اور اگر مطلق طور پر پورے سر کی تقصیر کی جائے۔ یا پورے سر کو مونڈ لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ایسا کرنا بالکل صحیح ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:''احلقوا كله أو اتركوا كله''۔ [مسند احمد: ۵۶۱۵، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔]

اسی طرح سے شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ نے ''توالیت'' کو قزع میں شمار کیا ہے۔مزید توالیت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔ سر کے بعض حصہ کے بال کو کاٹنا،اور سر کے اگلے حصہ کے بال کو بڑھانا،لمبا کرنا توالیت کہلاتا ہے۔

[دیکھیں: فتاویٰ شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ۔۲/ ۴۸]

اور شیخ عبداللہ البسام اپنی کتاب ''تیسیر العلام'' میں لکھتے ہیں کہ آج کل نوجوان اپنے سر کے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں یعنی بعض بالوں کو کاٹتے ہیں اور بعض کو چھوڑ دیتے ہیں تو یہی وہ مثلہ ہے جسے توالیت کہا گیا ہے۔ یہ بہت ہی قبیح وبدصورت بدعت ہے۔

[دیکھیں: تیسیر العلام:۲/۹۸۸]

جہاں تک گدی، پیشانی اور کنپٹی کی بات ہے تو یہ قزع میں داخل نہیں،کیونکہ قزع خاص ہے سر کے بالوں کے ساتھ۔ اور گدی، پیشانی اور کنپٹی سر میں داخل نہیں۔ اور یہ استثناء حضرت نافع والی حدیث سے واضح ہے''أما القصة والقفا للغلام فلا بأس بهما''یعنی لڑکے کی پیشانی اور گدی کے بال مونڈنے میں کوئی حرج نہیں۔

قزع حرام ہے یا مکروہ؟

اس بات پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے کہ قزع بہت ہی قبیح وبدصورت بدعت ہے اور یہ ایک مبغوض شے ہے، البتہ اس کے مکروہ اور حرام ہونے میں اختلاف ہے۔

قزع کے مکروہ ہونے کے قائلین:

۱۔حنفیہ [الدر المختار للحصكفي وحاشية ابن عابدين: ٤٠٧/٦؛ الفتاوى الهندية: ٣٥٧/٥۔]

۲۔ مالکیہ [الذخيرة للقرافي المالكي: ٢٢٨/٣؛ القوانين الفقهية لابن جزي ص: ٢٩٣]

۳۔ شافعیہ، حنابلہ اور امام نووی [المجموع شرح المهذب للنووي: ٣٤٦/١؛ روضة الطالبين للنووي: ٢٣٤/٣]

۴۔ علامہ ابن قدامہ [المغني لابن قدامة: ١٢٣/١]

۵۔شیخ ابن عثیمین رحمہم اللہ وغیرہم قزع کی کراہت کے قائل ہیں۔[مجموع فتاوى ورسائل لابن عثيمين: ١١٨/١١]

البتہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے کہ قزع مکروہ ہے لیکن اگر اس میں کفار کے ساتھ مشابہت ہوتو یہ حرام ہے کیوں کہ کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے بھی کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے ہے۔'' [دیکھیں: الشرح الممتع لابن عثیمین رحمہ اللہ: ۱/۱۶۷]

قزع کے حرام ہونے کے قائلین:

۱۔سعودی مستقل فتاویٰ کمیٹی۔ [فتاوى اللجنة الدائمة: ٥/ ١٩٥]

۲۔ شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ۔ [فتاوی الشیخ محمد بن ابراهيم آل شيخ: ٢ /٤٨]

۳۔ شیخ محمد مختار الشنقیطی رحمہم اللہ اجمعین وغیرہم ہیں۔

[شرح زاد المستقنع للشيخ محمد مختار الشنقيطي: ١٤٦/١]

اختلاف کا سبب

حدیث میں مذکور لفظ ''نھی'' کے مفہوم کی تعیین میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض علماء اسے نہی تنزیہی اور بعض نہی تحریمی پر محمول کرتے ہیں۔

لہذا جن کا کہنا ہے کہ قزع مکروہ ہے وہ حدیث میں مذکور لفظ ''نھی'' کو نہی تنزیہی پر محمول کرتے ہیں، اور جن کا کہنا ہے کہ قزع حرام ہے وہ لفظ ''نھی'' کو نہی تحریمی پر محمول کرتے ہیں۔ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ '' الأصل في النهي التحريم إلا لقرينة ''یعنی نہی میں اصل تحریم ہے الا یہ کہ کوئی قرینہ موجود ہو۔

[من أصول الفقه على منهج أهل الحديث زكريا بن غلام قادر الباكستاني ص:١٢]

لہذا یہاں ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے جو لفظ ''نھی'' " کو نہی تحریمی سے نہی تنزیہی کی طرف پھیر دے۔

صحیح بات یہ ہے کہ قزع حرام ہے کیوں کہ متعدد احادیث میں اس کو لفظ ''نھی'' کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اور ایسا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں جو اس ''نھی'' کو تحریمی سے تنزیہی کی طرف پھیر دے۔ نیز یہ کہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے کہ اگر ایسا کرنے سے کفار کی مشابہت لازم آئے تو وہ حرام ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ قزع حرام ہے، اور قزع کی ممانعت کی کچھ علتیں بھی ہیں جنہیں اہل علم نے بیان کیا ہے۔

چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

'' کہ اگر تم کہو کہ قزع سے ممانعت کی کیا حکمت ہے تو میں کہوں گا کہ (اس سے اللہ تعالیٰ کی) تخلیق میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ یہ یہودیوں کی نشانی ہے۔ان کا فیشن ہے، اور یہ اہل شر اور اہل فسق وفجور کی علامت ہے اور نشانی ہے۔''

[عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ۲۲/۵۸]

اسی طرح قزع سے برائی اور خباثت کا پھیلنا لازم آتا ہے [شرح مسلم للنووی ص:۱۳۳۷] اور یہ شیطان کا طرز عمل ہے۔ [فتح الباری لابن حجر العسقلانی: ۱۰/۳۶۵]

یہ سب علتیں تو اہل علم کے نزدیک ہیں۔لیکن ایک مکلّف شخص کے لیے یہ لازم ہے کہ اللہ رب العالمین نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں سے اسے روکا ہے ان سے رک جائے، اور جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کی بجاآوری کرے۔خواہ ان کی حکمت ومصلحت اس کے فہم وادراک میں آئے یا نہ آئے۔

اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾ ''یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو، اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ'' [سورۃ الحشر:۷]

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے اور لایعنی چیزوں سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین

☆☆☆